

کفار کی اطاعت مؤمنین کا شعار نہیں

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۚ وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (آل عمران: ۱۰۰، ۱۰۱)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر تم پیروی کرو گے اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی تو وہ تمہیں پھر کافر کر دیں گے ایمان لانے کے بعد اور یہ کیا بات ہے کہ تم کافر ہوئے جاتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو کوئی اللہ کی ذات کو مضبوطی سے پکڑ لے تو لاشک سے سیدھے راستے کی ہدایت ہوگئی۔“

نزول آیات کا پس منظر:

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ انصارِ مدینہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج آپس میں دشمن قبیلے تھے۔ معمولی معمولی بات پر دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی، خون ریزی کا وہ بازار گرم ہوتا تھا کہ برسوں ٹھنڈا نہ پڑتا۔ ”بعثت“ مشہور جنگ ایک سو بیس سال تک برپا رہی تھی۔ صحرائے عرب میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو ان قبائل کی قسمت کا ستارہ بھی چمک اٹھا۔ اسلام کی مبارک تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی صحبت کی میا اثر نے باہم دست و گریبان قبیلوں کو آپس میں شیر و شکر کر دیا اور ان میں ایسے مضبوط تعلقات قائم ہوئے کہ رشتہ زما نہ ٹھہرے۔ یہودِ مدینہ کو ان دونوں قبائل کا آپس میں مل بیٹھنا ایک آنکھ نہ بھایا۔ ایک اندھے یہودی شناس بن قیس نے کسی فتنہ پرور شخص کو ایسی مجلس میں جہاں دونوں قبائل کے افراد مل بیٹھے، بھیجا کہ وہاں اوس اور خزرج کی پرانی جنگوں کا تذکرہ چھیڑ دے۔ چنانچہ اس نے مناسب موقع پا کر ”جنگِ بعثت“ کی یاد تازہ کرنے والے اشعار سناتے شروع کر دیئے۔ اشعار کا سننا تھا کہ کبھی ہوئی چنگاریاں دوبارہ سلگ اٹھیں۔ زبانی جنگ سے گزر کر ہتھیاروں کا استعمال ہونے ہی والا تھا کہ نبی کریم ﷺ جماعتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو ہمراہ لیے موقع پر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے گروہِ مسلمین! اللہ سے ڈرو! میں تم میں موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا، جاہلیت کی تاریکیوں کو محو فرما دیا۔ کیا تم دوبارہ انہی کفریہ

خیالات و اعمال کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو جن سے نکل کر آئے تھے؟“

اس پیغمبرانہ آواز کا سننا تھا کہ شیطانی جال کے تمام حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اور اس اور خزعرج نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک کر ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔ سب نے سمجھ لیا کہ یہ ان کے دشمنوں کی فتنہ انگیزی کی ابتداء تھی۔ لہذا انہیں اپنے دشمنوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ مذکورہ بالا آیات اسی واقعے کے حوالے سے نازل ہوئیں جو امت کو آج بھی ہدایت ربانی سے مستفید کر رہی ہیں۔

یہاں ایک بات بطور عقیدہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت و رہنمائی کسی خاص زمانے یا خاص طبقے کے لیے نہیں بلکہ اس کی ہدایت تا قیام قیامت بنی نوع انسانی کے ہر طبقے کے لیے ہے۔ خیر القرون کا دور ہو، عہدِ وسطیٰ کا یا آج کا دور ہو۔ ہر دور میں ذریعہ ہدایت و رہنمائی ہے۔ برسبیل تذکرہ ایک بات عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ قرآن مجید کے حوالے سے ہمارا عمومی چلن نہایت عجیب سا ہے۔ ہم لوگ اس کتاب کی عظمت کے قائل ہیں، اسے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ مانتے ہیں، اللہ کی سچی اور آخری کتاب جانتے ہیں، اسے بیش قیمت جز دانوں میں سجا کر رکھتے ہیں مگر قرآن ہمیں کیا کہتا ہے؟ اپنے ساتھ کس قسم کے تعلق کا طالب ہے؟ اس کے احکام و فرامین کس نوعیت کے ہیں؟ یہ سب جاننے اور ماننے کی طرف ہمارا دھیان نہیں بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بمقصد اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں..... اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔ آمین

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تین باتوں کا ذکر ہے:

(۱) کفار کی اطاعت مت کرو ورنہ وہ تمہیں بے دین کر دیں گے۔

(۲) کتاب اللہ اور

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اس لیے کہ زمانہ امن ہو یا شرو و فتنے کا دور ہو کتاب اللہ اور سنت رسول

اللہ ﷺ ہی ایک مسلمان بندے کو دین پر استقامت کا ذریعہ بنتی ہیں۔

زیر درس آیت میں اس بات پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ:

”تم کیونکر کفر اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جا رہی ہیں اور تم میں رسول بھی موجود ہیں۔“

تُسَلِّی عَلَیْکُمْ اَیَّاتُ اللّٰہِ کا مطلب تو واضح ہے کہ قرآن مجید جو کتاب ہدایت ہے۔ اس کی آیات پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں۔ مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، اسے نمازوں میں پڑھتے ہیں، امام صلوٰۃ کی قرأت سنتے ہیں اور اس طرح اہل ایمان اپنی سعادت و نیک بختی کے جواہر چن چن کر سمیٹ رہے ہیں۔ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ کا مطلب ہوگا کہ نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس اگرچہ اس دنیا میں موجود نہیں لیکن آپ کی احادیث، مبارک تعلیمات، سیرت، اسوہ و قد وہ محفوظ

و موجود ہیں۔ ان دونوں (قرآن و سنت) کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا بے راہ رہنا اور کفار و مشرکین کی باتوں میں آنا اور ان کی چالوں میں بچھ جانا تعجب خیز ہی کہلائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسا آدمی قرآن و حدیث اور ضروریات دین سے واقف ہی نہیں۔ آیات بالا اگرچہ یہود کی شرارت کے پس منظر میں نازل ہوئی ہیں مگر اُوْتُوُ الْكِتَابَ کی تعیم سے نصاریٰ ابھی شامل ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی اہل اسلام سے دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس لیے متنبہ فرمادیا گیا ہے کہ اللہ کے ان باغیوں سے کسی قسم کا علاقہ نہیں رکھنا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يُرْذِلُوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾

(آل عمران: ۱۳۹)

”اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پس تم نقصان میں جا پڑو گے“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵)

”اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین پسند کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں

خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا“

قرآن ہمیں کفار سے تعلقات قائم کرنے کی بجائے ان کی مزاحمت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا﴾ (الفرقان: ۵۲)

”پس ہرگز نہ کافروں کی فرماں برداری کرو اور ان سے جہاد کرو، جہاد کبیر“

جہاد کبیر قتال ہے۔ یہ مزاحمت کا اعلیٰ ترین اور آخری درجہ ہے۔ اس سے پہلے چھوٹے درجات خود بخود آ گئے۔

مزاحمت کا یہ عمل صرف میدان جنگ میں مطلوب نہیں بلکہ تہذیب و ثقافت، روایت، معاشرت، تجارت و معیشت، عبادت و معاملات غرض ہر شعبہ زندگی میں مطلوب ہے۔ آج جو لوگ اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے نام پر پوری امت کو یہود و نصاریٰ کے شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی تلقین کر رہے ہیں۔ ”عالمی تہذیب“ کو بطور معاشرت اور طرز حیات قبول کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں، اپنی پالیسیوں کو کفار کی رضا کے مطابق ترتیب دے رہے ہیں۔ مظلوم و مقہور مسلمانوں کی دادرسی کی بجائے انہی کے خلاف عسکری کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ قرآن و حدیث کی روشنی میں متعین کیا جاسکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے لیے اول تا آخر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ (ﷺ) ہی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ ان کی

ہدایت و رہنمائی تا قیام قیامت ہے۔ یہ کبھی فرسودہ ہونے والی چیزیں نہیں۔ ہمیں انہی دونوں چیزوں کو عضو علیہا بالنواجد کے مصداق مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ آج اگر کفار و منافقین کی باتوں میں لگ کر کفر و شرک کے لیے اپنے اندر لچک پیدا کر لیں تو یقینی طور پر ہم اپنی راہ کھوٹی کر لیں گے اور صراطِ مستقیم سے دور جا پڑیں گے۔

قرآن و حدیث میں متعدد جگہ تمسک بالکتاب والسنۃ کی تاکید کی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

مسلمانوں کی کامیابی اللہ و رسول کی اطاعت میں رکھی گئی ہے ناکہ کفار کی خوشنودی حاصل کرنے میں۔ زیر درس آیت میں صاف بتا دیا گیا کہ جو شخص کفار کی اطاعت و خوشنودی کی فکر میں لگا رہے گا، وہ دین و ہدایت کی نعمت کھو بیٹھے گا۔ ہاں! وہ شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رکھے گا، وہ سیدھے راستے پر گامزن رہے گا اور کامیابی اس کی منزل ہوگی۔ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱)

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اسے بڑی کامیابی ملی۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین یا رب العالمین)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئر پارٹس
تھوک پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-
462501

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان